مختصر تعارفی خاکہ

نابغۂ عصر

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

بانی و سرپرستِ اعلیٰ

اِدارہ مِنہاج القرآن

و

کاروانِ اسلام

مرتبہ

جاوید القادری

Marfat.com

مختصر تعارفی خاکہ

نابغۂ عصر

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

بانی و سرپرستِ اعلیٰ

ادارہ منہاج القرآن
و
کاروانِ اسلام

مرتبہ

جاوید القادری

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا یہ تعارفی خاکہ ابتداءً راجا رشید محمود صاحب نے مرتب کیا تھا جس میں وقتاً فوقتاً اضافات راقم الحروف نے کیے ہیں۔

جاوید القادری

مرکزی ناظم نشر و اشاعت

ادارہ منہاج القرآن

نوٹ: پروفیسر صاحب کی شہرہ آفاق تفسیر منہاج القرآن کی پہلی جلد بہت جلد منظر عام پر آرہی ہے
سیرت النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تصوف پر دروس اور خطبات کا ضخیم مجموعہ بھی تیار ہو چکا ہے
جن کی ترتیب و تدوین کا مرحلہ ابھی باقی ہے۔

علاوہ ازیں اسلام کے مختلف علمی و عملی اور روحانی و انقلابی پہلوؤں پر پروفیسر صاحب کے سینکڑوں مسودات ترتیب و تدوین کے مراحل میں ہیں جن پر تیزی سے کام ہو رہا ہے۔

طبع فی المطبعة العربية

۳۴۔ ایبک روڈ، [illegible] انارکلی، لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک شخصیت جس نے تمام متداولہ دینی علوم و فنون مثلاً قرآن و حدیث، فقہ و اصول، منطق و فلسفہ، تصوف و طریقت، طب مغربی اور طب مشرقی اور عربی، فارسی اور اردو ادب کی تکمیل کے لیے دُور دراز کے سفر کیے، اسے تحصیل علم و عرفان کا ذوق جھنگ سے لکھنؤ، حیدر آباد دکن، دہلی، شام، شرق اردن، بغداد اور مدینہ منورہ تک لے گیا۔ اس کے دل و دماغ پر اُمتِ مسلمہ کے سیاسی، مذہبی، معاشرتی اور اخلاقی زوال و ابتلا کا گہرا اثر تھا۔ اس کی دلی خواہش تھی کہ اُمت کے عروقِ مردہ میں نئی زندگی پیدا ہو، اسلام کا اخلاقی و روحانی نظام دنیا میں برگ و بار پیدا کرے اور قرآنی تعلیمات کے ذریعے فکری و عملی انقلاب کی ایسی راہ ہموار کی جائے جس کے اثرات انمٹ ہوں اور برکات لامتناہی۔

اس شخصیت نے ملی منفعت کو ذاتی معاملات پر ہمیشہ مقدم رکھا تھا اور خواہشات کا سائبان ہمیشہ اجتماعی پہلوؤں کے لیے تانا تھا۔ اس نے اپنی زندگی کو دین کی تبلیغ اور انسانیت کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ چنانچہ جب اس عظیم شخصیت نے مقامِ ملتزم (خانہ کعبہ) پر کھڑے ہو کر زندگی میں پہلی مرتبہ اپنی ذات کے حوالے سے کچھ مانگا تو اس میں بھی دنیائے اسلام ہی کی بہتری کا خیال کارفرما تھا۔ اس نے بارگاہِ خداوندی میں اپنا درد پیش کیا تو اس کے علاج میں بھی مسلمانوں کے اجتماعی دُکھوں کا مداوا چاہا۔ اس نے اپنی خواہش کو زبان دی تو وہ بھی اسلام ہی کے احیاء و فروغ کی دُعا بن گئی۔ یہ تھے حضرت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ جنہیں ۱۹۴۸ء میں سرزمین بغداد و نجف کی زیارت کے بعد حرمِ کعبہ اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کا پہلا موقع نصیب ہوا تھا۔ رات کے پچھلے پہر میں طوافِ کعبہ کے بعد مقامِ ملتزم پر غلافِ کعبہ کو تھامتے ہوئے آنسوؤں کی برسات میں ان کی زبان سے یہ دُعا نکل رہی تھی۔

" باری تعالیٰ ایسا بچہ عطا کر، جو تیری اور تیرے دین کی معرفت کا حامل ہو، جو دنیا اور آخرت میں تیری بے پناہ عطا و رضا کا حقدار ٹھہرے اور فیضانِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ ور ہو کر دُنیائے اسلام میں ایسے علمی و فکری اور اخلاقی و روحانی انقلاب کا داعی ہو، جس سے ایک عالم متمتع ہو سکے۔"

دل کی گہرائیوں سے برآمد ہونے والی اس دُعا کے نتیجے میں خود فخرِ موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طاہر کے تولد کی بشارت دی۔ حضورؐ کا کرم تو ان پر پہلی بار نہیں ہُوا تھا مگر کرم کی یہ صورت بے نظیر تھی کہ قبولیتِ دُعا کی خوشخبری دی اور نام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تجویز فرمایا۔ اس لطف و عنایت پر سائل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا کہ " طاہر جونہی سنِ شعور کو پہنچے گا اسے آپ کی خدمت پیش کر دوں گا۔"

Marfat.com

والدِ گرامی

حضرت علامہ فریدالدین قادریؒ ۱۹۱۸ء میں جھنگ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پہلے جھنگ میں اور بعد میں سیالکوٹ میں حاصل کی۔ دین و ادب اور طب کی ساری تعلیم لکھنؤ میں حاصل کی۔ طبیہ کالج لکھنؤ میں شفاالملک حکیم عبدالحلیم لکھنوی اور دہلی میں حکیم نابینا انصاری سے تلمذ رہا۔ لکھنؤ حیدر آباد دکن اور دہلی سے طب یونانی میں تخصص کیا۔ لکھنؤ میں ہی شکیل مینائی سے اُردو ادب اور شاعری میں استفادہ کرتے رہے۔ اور دینی علوم کی تکمیل دارالعلوم فرنگی محل لکھنؤ سے کی۔

ڈاکٹر صاحبؒ عدیم المثال خطیب، بلند پایہ عالمِ دین اور جلیل القدر طبیب تھے۔ تصوف اور روحانیت سے خصوصی شغف تھا۔ بغداد شریف میں نقیب الاشراف سیدنا شیخ ابراہیم سیف الدین الگیلانیؒ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ برصغیر میں فقیہہ اعظم مولانا محمد یوسف سیالکوٹی، شیخ الحدیث حضرت مولانا سردار احمد محدث لائلپوری اور حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری (رحمہم اللہ تعالیٰ) سے اکتسابِ علم کیا۔ علاوہ ازیں بغداد اور دمشق (شام) کے جلیل القدر علماء سے بھی کسبِ فیض کیا۔ بالخصوص شیخ محمد المکی الکتانیؒ رئیس رابطہ علماء شام سے شیخ اکبر کی فصوص الحکم اور فتوحاتِ مکیہ کا درس لیا۔ مدینہ طیبہ میں مولانا عبدالشکور المہاجر المدنیؒ سے آپ کو حدیث میں خصوصی تلمذ تھا۔ آپ کی وفات ۲ نومبر ۱۹۷۴ء کو جھنگ صدر میں ہوئی۔

علامہ فریدالدین قادریؒ کو مقام ملتزم پر جو بشارت دی گئی تھی ۱۹ فروری ۱۹۵۱ء کو اس کی عملی شکل نے جنم لیا۔ آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے "طاھر" فرمایا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کا اضافہ کر کے "محمد طاہر" نام رکھا۔

تعلیمی زندگی

محمد طاہر نے اپنی تعلیمی زندگی کا آغاز سیکرڈ ہارٹ سکول جھنگ صدر سے کیا۔ سکول، کالج اور یونیورسٹی کے تمام امتحانات اعلیٰ فرسٹ ڈویژن میں پاس کئے۔ ایم اے (اسلامیات) میں پنجاب یونیورسٹی میں اوّل آئے۔ اکتوبر ۱۹۶۸ء میں ان کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا تو علامہ فریدالدین قادری نے خصوصی توجہات کے ساتھ بے پناہ شفقت کے زیرِ اثر تربیت کی۔ ۱۹۷۴ء میں تمام دینی اور دُنیوی علوم کی تکمیل ہو گئی۔ تربیت کی بنیادی جہتیں مکمل ہو گئیں تو ۲ نومبر ۱۹۷۴ء کو والدِ گرامی کا وصال ہو گیا۔ محمد طاہر جو ۱۹۶۶ء میں حضرت سیدنا الشیخ طاہر علاؤالدین الگیلانی القادری مدظلہ سے رُوحانی نسبت کے باعث محمد طاہر القادری ہو گئے تھے، ان کی عملی زندگی اُن کے والدِ گرامی نہ دیکھ سکے۔

جناب محمد طاہر القادری نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے (اسلامیات) کے بعد ایل ایل بی کیا۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن سے منتخب ہو کر ۱۹۷۴ء کے اواخر میں گورنمنٹ کالج عیسیٰ خیل (ضلع میانوالی) میں اسلامیات کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ اس سے پہلے گورنمنٹ کالج جھنگ میں چھ ماہ تک علوم اسلامیہ کے عارضی استاد کی حیثیت سے پڑھاتے رہے تھے۔

Marfat.com

دو چھوٹے بھائیوں اور ہمشیرگان کی موجودگی میں تمام گھریلو ذمہ داریاں آپ کے سر آ پڑی تھیں۔ آپ نے جھنگ یا گردو نواح میں ٹرانسفر کی کوشش کی تو اس مقصد کے لیے رشوت طلب کی گئی جو آپ کے مزاج کے منافی اور تربیت کے خلاف تھی چنانچہ آپ محکمہ تعلیم کی ملازمت سے مستعفی ہو گئے اور دو سال تک ایڈووکیٹ کی حیثیت سے جھنگ میں پریکٹس کرتے رہے۔

محترم محمد طاہر القادری شروع سے ہی جس مقصد کو متاعِ حیات سمجھتے تھے وہ ایسا ہمہ گیر اسلامی انقلاب ہے جس سے پورا عالمِ اسلام متحد اور منظم ہو کر "مسلم بلاک" کی صورت اختیار کرے اور حق کی خاطر طاغوتی اور استحصالی طاقتوں سے ٹکرا کر اپنا کھویا ہوا وقار بحال کرا سکے۔ آپ کے چھوٹے بھائی محمد جاوید قادری نے قرآنِ پاک پر حلف اٹھایا تھا کہ اس مقصد میں اپنے بھائی کے دست و بازو بنیں گے۔ مگر انہوں نے اپنے جلیل القدر والد کے ارتحال کے ڈیڑھ سال بعد بطور الیسوی ایٹ انجینئر اپنی تعلیم مکمل کی ہی تھی کہ نتیجے سے پہلے ان کا وصال ہو گیا۔ محمد طاہر القادری آج تک راہِ حق کی منزلوں میں بادیہ پیمائی کے دوران اس پُرعزم بھائی کی کمی محسوس کرتے ہیں۔

تمام گھریلو معاملات اور ہمشیرگان کی شادیوں سے فراغت کے بعد اپریل ۱۹۷۸ء میں آپ اسلامک لاء کے لیکچرار کے طور پر یونیورسٹی لاء کالج لاہور کے ساتھ منسلک ہو گئے اور طلبا کو اپنی خداداد صلاحیتوں اور علم و دانش سے مستفید کرنے لگے۔ آپ کی باقاعدہ تعلیمی تکمیل کا آخری مرحلہ اسلامک لاء میں ڈاکٹریٹ (پی ایچ ڈی) تھا جس کا تحقیقی کام آپ نے "PUNISHMENTS IN ISLAM, THEIR CLASSIFICATION AND PHILOSOPHY" کے زیرِ عنوان پنجاب یونیورسٹی کو پیش کیا۔ جس پر یونیورسٹی نے اپریل ۱۹۸۶ء میں آپ کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری دے دی ہے۔

بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری

جناب محمد طاہر القادری آٹھویں جماعت کے طالب علم تھے کہ والدین کی معیت میں حج بیت اللہ اور زیارتِ مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے۔ حرمین شریفین کی یہ حاضری معمولی حاضری نہ تھی بلکہ سرکارِ دوجہاں نے خود ان کے والدِ گرامی کو خواب میں حکم دیا تھا کہ "طاہر کو ہمارے پاس لاؤ۔" اس ارشاد کی تعمیل میں ۱۹۶۳ء میں انہیں بارگاہِ رسالت مآبؐ میں پیش کیا گیا اور اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں خود بلا کر اپنے لطف و کرم اور خصوصی فیضان سے نوازا۔

محمد طاہر نامی اس تیرہ سالہ نوجوان کی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ حاضری کس قدر عجیب تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلاوے کا مقصد پورا ہونے کی بشارت بھی خود ہی مرحمت فرمادی۔

"محمد طاہر کو دودھ کا بھرا ہوا ایک مٹکا عطا کیا اور اسے ہر ایک میں تقسیم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔" یہ حاضری کی مکمل قبولیت اور اپنی خصوصی عنایات و نوازشات کی خوشخبری تھی۔

Marfat.com

دینی تعلیم

مدینہ طیبہ کے زمانۂ قیام میں جناب محمد طاہرالقادری کو عالمِ اسلام کی معروف رُوحانی شخصیت جناب مولانا ضیاءالدین قادری مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تبرکاً زانوئے تلمذ تہ کرنے کا موقع ملا اور وہیں سے آپ کی دینی تعلیم کا آغاز ہُوا۔ آپ نے صرف، نحو، فقہ، اصُولِ فقہ، منطق، فلسفہ، معانی اور عربی ادب کی ابتدائی کتب اپنے والدِ محترم سے پڑھیں۔ اس کے بعد جامعہ قطبیہ رضویہ جھنگ میں ۱۹۶۳ء سے ۱۹۷۰ء تک مختلف اوقات میں استاذ العلماء حضرت علامہ عبدالرشید رضوی مدظلہ سے اکتسابِ علم کیا۔ مولانا عبدالرشید رضوی دوپہر اور عصر کے مختصر وقفوں کے ساتھ صبح تین بجے سے رات گیارہ بجے تک آپ کو پڑھاتے تھے۔ محمد طاہر القادری کی تعلیم و تدریس کے دوران وہ تمام دوسرے طلبا کے اسباق معطل اور دیگر مصروفیات ترک کر دیتے تھے۔ روزانہ ۸، ۹ فنون کے اسباق ہوتے تھے۔ موقوف علیہ تک فقہ، حدیث، تفسیر اور معقولات و منقولات کے جملہ فنون میں درسِ نظامی کی تعلیم کے بعد علوم دینیہ متداولہ کی تکمیل اور دورۂ حدیث آپ نے اپنے والدِ معظم سے کیا۔ درسیات کے جملہ فنون انہی دونوں گرامی قدر اساتذہ سے پڑھے۔ مدینہ طیبہ میں کے قیام کے دوران میں مدرسۃ العلوم الشرعیہ میں والدِ گرامی کی معرفت بھی کچھ اساتذہ سے اکتسابِ فیض کیا۔ بعد ازاں لاہور کے زمانۂ قیام میں حضرت علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری کے درسِ حدیث میں بھی شریک ہوتے رہے۔ پاکستان کے نامور عالمِ دین، غزالیٔ دوراں حضرت سیّد احمد سعید کاظمی مدظلہ نے پروفیسر صاحب کی دینی قابلیت اور علمی استعداد و بصیرت کے پیشِ نظر طریقۂ محدثین پر آپ کو سندِ حدیث عطا کی۔ آپ نے اسلامی فلسفہ مفکرِ اسلام حضرت ڈاکٹر برہان احمد فاروقی مدظلہ سے پڑھا۔ اُن سے خصوصی تلمذ اور اکتسابِ فیض نے آپ کی فکری اور نظریاتی جہتوں کے تعین میں انتہائی اہم کردار ادا کیا۔

روحانی فیض

مسنون استخارے کے نتیجے میں جناب محمد طاہر القادری نے حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی روحانی ہدایت پر ۱۹۶۶ء میں حضرت سیدنا الشیخ طاہر علاءالدین الگیلانی القادری مدظلہ (جو سیدنا غوث اعظمؓ کی اولادِ اطہار کے نقباء بغداد میں سے ہیں) سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت کی اور حضرت کی بے پایاں نوازشات اور توجہات سے اپنی روحانی تکمیل کا سامان کیا۔ آپ کو اپنے گرامی منزلت مُرشد سے جتنی عقیدت ہے اُس کے مظاہر سے آپ کے ملنے والے بخوبی واقف ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دینی، علمی اور رُوحانی زندگی میں آپ کے شیخ طریقت مدظلہ العالی کی بے پایاں شفقت و عنایت اور خصوصی توجہات کا بڑا دخل ہے بچپن سے آپ کے والدِ گرامی نے آپ کی تربیت ہی اس نہج پر کی تھی کہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور سرکارِ غوثیت مآبؓ سے آپ کا قلبی تعلق اور روحانی نسبت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جائے چنانچہ آپ ہمیشہ تشکر و امتنان کے طور پر اس امر کا اظہار کرتے رہتے ہیں کہ مجھے اپنی زندگی میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور لطف و احسان کے جس قدر بھی مظاہر دکھائی دیتے ہیں بلاشک وشبہ انہی نسبتوں کا صدقہ ہیں۔

قومی و ملّی خدمات

پنجاب یونیورسٹی لاء کالج سے منسلک ہونے کے بعد آپ بہت جلد یونیورسٹی سنڈیکیٹ سینیٹ اور اکیڈمک کونسل کے ممبر منتخب ہو گئے۔ اس طرح آپ نے ان اداروں میں بھی

Marfat.com

یونیورسٹی کے اساتذہ طلباء اور انتظامی عملے کے دلوں میں نمایاں جگہ پیدا کرلی اور بے پناہ محبوبیت حاصل کی۔

اسی اثنا میں مرکزی وزارت تعلیم حکومت پاکستان نے آپ کو قومی کمیٹی برائے نصابات اسلامی میں بطور ایکسپرٹ EXPERT نامزد کیا۔ جس میں آپ تاحال خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حکومت پاکستان نے آپ کو وفاقی شرعی عدالت پاکستان کا مشیر JURIS CONSULT بھی مقرر کیا۔ چنانچہ یہ عدالت بڑے اہم اور نازک مسائل میں آپ سے رہنمائی حاصل کر رہی ہے۔ جب وفاقی شرعی عدالت پاکستان نے ۱۹۷۹ء میں رجم کے حد ہونے سے انکار پر مبنی فیصلہ دیا تو حکومت پاکستان نے نظر ثانی کی اپیل کی۔ اس مرحلے پر پروفیسر محمد طاہر القادری نے مسلسل تین دن تک اس موضوع پر نہایت مدلل بحث کی اور سینکڑوں دلائل کے ساتھ رجم کا حد ہونا ثابت کیا۔ نتیجۃً وفاقی شرعی عدالت نے مورخہ ۲۰ جون ۱۹۸۲ء کو اپنا فیصلہ واپس لیتے ہوئے رجم کو حد تسلیم کرلیا۔ عدالت کا تفصیلی فیصلہ پی ایل ڈی ۱۹۸۳ء وفاقی شرعی عدالت صفحہ ۲۵۵ تا ۴۸۰ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ عدالت کے فاضل جج صاحبان نے اپنے فیصلے میں متعدد مقامات پر پروفیسر صاحب کی قابل قدر معاونت پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

اسی طرح جولائی، اگست ۱۹۸۴ء میں حکومت پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی طرف سے دائر کردہ درخواست کی سماعت کے دوران اسلام میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق اور ان کی مذہبی آزادی کی حدود کے موضوع پر قرآن و سنت کے بے شمار دلائل پر مشتمل آپ کی شاندار علمی بحث بھی تاریخی اہمیت کی حامل تھی جس کے نتیجے میں وفاقی شرعی عدالت پاکستان نے قادیانیوں کی درخواست مورخہ ۸۴/۲۰ کو خارج کردی اور فلسفۂ ختم نبوت کی قانونی اہمیت روز روشن کی طرح آشکار ہوگئی۔ فاضل عدالت کے فیصلے کی تفصیلات پی ایل ڈی ۱۹۸۵ء وفاقی شرعی عدالت صفحات ۸ تا ۱۲۰ ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

مزید برآں نومبر ۱۹۸۵ء میں وفاقی شرعی عدالت پاکستان میں توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب کیلئے سزا کے تعین کے انتہائی نازک اور اہم قانونی مسئلے پر پروفیسر صاحب نے ۱۴ نومبر تا ۱۷ نومبر ۱۹۸۵ء مسلسل تین روز تک عدالت میں دلائل دیئے۔ جس میں آپ نے قرآن و سنت کے واضح دلائل سے یہ ثابت کیا کہ توہین رسالت کے مرتکب کی سزا "موت" ہے۔ اور یہ سزا بطور حد واجب ہوگی۔ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتکاب ایسا بدترین جرم ہے جسے بالواسطہ یا بلاواسطہ، ارادی یا غیر ارادی طور پر کسی صورت اور کسی درجے میں بھی گوارا نہیں کیا جاسکتا یہاں تک کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ بھی اسے سزائے موت کے نفاذ سے مستثنیٰ نہیں کرسکتی۔ پروفیسر صاحب نے سینکڑوں دلائل کے ذریعے اس امر پر زور دیا کہ اسلامی ریاست کے قانون میں کوئی ایسی گنجائش نہیں رہنے دی جانی چاہیئے جس سے کسی سطح پر بھی گستاخیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا رجحان راہ پاسکے۔ عظمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں پروفیسر صاحب نے جس دل سوزی، کمال وارفتگی اور عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مملو عدالت میں

Marfat.com

اپنے باطل شکن اور ایمان افروز دلائل پیش کئے ان کی یاد سے عدالت کے در و دیوار صدیوں معمور رہیں گے۔
۱۹۸۲ء کے اوائل میں حکومت پاکستان نے "اپیلٹ شریعت بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان قائم کیا۔ پروفیسر محمد طاہر القادری کو اس میں بھی مشیر فقہ JURIS CONSULT مقرر کیا گیا۔ آپ دیگر مصروفیات کے باوجود تاحال ان امور میں قومی اور ملّی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ کی ان قومی و ملّی خدمات کے اعتراف کے طور پر کئی قومی اداروں اور تنظیموں نے آپ کو اعزازی تمغے بھی پیش کئے۔ مثلاً طبیہ کالج لاہور کی طرف سے "قرشی گولڈ میڈل" اور ادارۂ ثقافت پاکستان کی طرف سے تمغۂ ثقافت وغیرہ۔ یاد رہے کہ آپ کو زمانۂ طالب علمی میں بھی نمایاں علمی تحقیقی اور تقریری خدمات کے اعتراف میں طلائی تمغے ملتے رہے ہیں جن میں "پنجاب یونیورسٹی گولڈ میڈل" اور مسلم ایجوکیشنل کانفرنس پاکستان کی طرف سے طلائی تمغۂ قائداعظم" وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

یوں تو پروفیسر صاحب اندرون اور بیرون ملک عالمی سطح کی متعدد کانفرنسوں اور کانگرسوں میں شرکت کر چکے ہیں لیکن ماہ نومبر ۱۹۸۰ء میں اسلام آباد میں منعقد ہونے والی ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان کے زیر اہتمام انٹرنیشنل قرآن کانگریس اور وفاقی حکومت کے تحت ہونے والی انٹرنیشنل سیرت کانفرنس اسلام آباد میں شرکت کا تذکرہ بے محل نہ ہوگا۔

ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان کے تحت ہونے والی انٹرنیشنل قرآن کانگریس میں دنیا بھر سے دانشور اور علماء شریک ہوئے۔ اس کانفرنس میں پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے پروفیسر صاحب نے اپنے انگریزی خطاب میں قرآنی تصورِ ہدایت (QURANIC CONCEPT OF GUIDANCE) پر گفتگو کی۔ جس سے پورے ایوان پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی اور جب خطاب ختم ہوا تو تمام مندوبین (جن میں سے ہر شخص عالمی شہرت کا حامل دانشور تھا) والہانہ طور پر پروفیسر صاحب سے ملے انھوں نے انتہائی محبت بھرے انداز میں داد و تحسین پیش کی اور قرآن فہمی میں پاکستان کے نمایاں مقام کا اعتراف کیا۔ قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ امریکہ سے آئے ہوئے ایک وفد کے سربراہ اور مصری محقق پروفیسر عبدہٗ الخولی جو NORTHERN ILLINOIS UNIVERSITY یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں، پروفیسر صاحب کے پاس آئے اور انھیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں قرآن کے تصورِ احسان پر ایک عرصہ سے تحقیق کر رہا ہوں۔ اس سلسلہ میں میں نے عالمِ اسلام کے نامور علماء اور محققین سے رابطہ قائم کیا ہے لیکن آج تک مطمئن نہیں ہو سکا تھا۔ آج اللہ کا شکر ہے کہ آپ کے خطاب سے مجھ پر قرآن کا تصورِ احسان منکشف ہو گیا ہے اور میری زندگی بھر کی پیاس بجھ گئی ہے۔ یہ کہتے ہوئے موصوف نے پروفیسر صاحب کو "NORTHERN ILLINOIS UNIVERSITY" کی طرف سے فل پروفیسر شپ کی پیشکش کر دی اور کہا کہ یہ ہمارے لیے بہت بڑا اعزاز ہوگا اگر آپ ہماری پیشکش قبول کریں۔ پروفیسر صاحب نے ان پر واضح کر دیا کہ

Marfat.com

وہ احیائے اسلام کے عالمگیر مشن کے لیے مصروف عمل ہیں لہٰذا وہ اندرون ملک یا بیرون ملک اس نوعیت کی کوئی مستقل پیشکش قبول نہیں کر سکتے۔ اس پر انھوں نے کہا کہ پھر ایک سال کے عرصے کے لیے ہی ہمارے پاس آ جائیے تاکہ ہماری یونیورسٹی کو یہ اعزاز حاصل ہو جائے کہ آپ جیسے مقام و مرتبہ کا سکالر یہاں کے سٹاف میں شامل رہا ہے پروفیسر صاحب نے اس پر بھی اپنی معذوری کا اظہار کیا۔ اُن کے مسلسل اصرار پر بالآخر یہ طے پایا کہ پروفیسر صاحب کسی وقت مختصر دورانیے کے لیے امریکہ تشریف لے جائیں گے اور مذکورہ یونیورسٹی کے VISITING LECTURER کے طور پر لیکچر دیں گے۔ اس سے زیادہ وقت نکالنا ممکن نہیں۔

مرکزی ادارہ منہاج القرآن کا قیام

پروفیسر محمد طاہر القادری نے ۱۹۷۶ء میں محاذِ حریت کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ اُن دنوں آپ جھنگ ڈسٹرکٹ کورٹ میں وکالت کر رہے تھے۔ اس تنظیم کے تحت دو سال تک سہ روزہ درسِ قرآن، نوجوانوں کی فکری اور نظریاتی تربیت اور ملی و فکری مجالس کا انعقاد ہوتا رہا اور محاذِ حریت کے چیئرمین جناب محمد طاہر القادری مختلف دینی موضوعات پر خطاب فرماتے رہے۔ ۱۹۷۸ء میں محاذ کے ارکان نے فیصلہ کیا کہ قرآن و سنت پر مبنی انقلابی فکر کی وسیع تر اشاعت کے لیے قادری صاحب لاہور منتقل ہو جائیں۔ چنانچہ آپ لاہور منتقل ہو کر پنجاب یونیورسٹی لا کالج سے بطور لیکچرار منسلک ہو گئے۔ کوئٹہ سے پشاور اور کراچی سے آزاد کشمیر تک تبلیغی دورے کئے۔ لوگوں کے دلوں کو عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لگن سے بہرہ ور کیا۔ اسلام کے احیاء کے لیے اذہان و قلوب کی زمین کو ہموار کرنا شروع کیا اور اسلام کے فکری اور عملی انقلاب کی جدوجہد کو عوام و خواص کی طلب بنا دینے کی فصل بو دی۔ اس ابتدائی کام کے بعد غلبۂ دینِ حق کی بحالی اور اُمتِ مسلمہ کے احیاء و اتحاد کے لیے اسلامی انقلاب کی عالمگیر جدوجہد کی خاطر آپ نے بعض دوستوں کے تعاون سے ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو مرکزی ادارہ منہاج القرآن کی بنیاد رکھی، ہر سطح پر باطل، طاغوتی استحصالی قوتوں اور ان کے اثر و نفوذ کے خاتمے کے لیے تگ و دو اس ادارے کا بنیادی مقصد قرار پائی۔

یہاں تحدیث نعمت کے طور پر ایک اور حقیقت کا تذکرہ بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ مرکزی ادارہ منہاج القرآن کے سیکرٹریٹ میں جب سے دفتری کام کا آغاز ہوا ہے اس میں زیرِ تکمیل لائبریری سے استفادے کا آغاز ہی عظمتِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور ناموسِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے سلسلے میں ورق گردانی سے ہوا ہے جس کی ضرورت مذکورہ بالا وفاقی شرعی عدالت کے مقدمہ کے سلسلے میں پیش آئی اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ ادارے کے قیام کا مقصد ہی عظمتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ اور عشق و اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج و اشاعت ہے۔ خود پروفیسر صاحب کی زندگی کا ایک ایک لمحہ بھی اسی عظیم مقصد کے لیے وقف ہے۔

جب سے آپ نے لاہور اور کراچی تا پشاور پورے ملک میں اپنے دروس و خطابات کے ذریعے عشق و اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فروغ کی تحریک کا آغاز کیا ہے لاکھوں افراد کے بدلتے ہوئے حال

Marfat.com

دینی مجالس و محافل کی بحال ہوتی ہوئی رونقیں، جذب و شوق اور کیف و مستی کی لوٹتی ہوئی یادیں روشن دن کی طرح اس حقیقت کی کھلی تصدیق کر رہی ہیں۔ ہر آنکھ اس امر کا مشاہدہ کر رہی ہے۔ ہر کان اس آواز کو سُن رہا ہے اور ہر دل اس کیفیت کو محسوس کر رہا ہے۔ کوئی اس انقلاب کی آمد آمد کو پسند کرے یا ناپسند لیکن بفضلہٖ تعالیٰ صورتِ حال اب اتنی نکھر چکی ہے کہ اس واقعہ کا انکار ممکن نہیں رہا۔ بقول شخصے

پتہ پتہ بُوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے

اللہ رب العزت کا شکر ہے کہ ماضی کی اس یادِ رفتہ کو تازہ کرنا بھی ادارہ منہاج القرآن ہی کا مقدر ٹھہرا۔ بے شک یہی اس کا نعرہ ہے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد سے اُجالا کر دے

دینی تبلیغی اور علمی خدمات

سلسلۂ درسِ قرآن : مرکزی ادارہ منہاج القرآن کے زیرِ انتظام آپ نے ۱۹۸۰ء کے اواخر میں باقاعدہ سلسلہ وار درسِ قرآن کا آغاز کیا۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں عوام و خواص اور اہلِ علم لاہور بلکہ پنجاب بھر سے شرکت کرتے ہیں۔ اس طرح قرآنی تعلیمات کا پیغام ممکنہ حد تک مخلوقِ خدا تک پہنچ رہا ہے ساتھ ہی "منہاج القرآن" کے نام سے آپ کی زیرِ تالیف تفسیر قرآن کی سلسلہ وار اقساط عوام میں تقسیم کی جاتی ہیں۔ اس طرح وہ بھی اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک شائقین کے علمی استفادہ کا باعث بن رہی ہیں۔

سلسلہ درسِ تصوف : مرکزی ادارہ منہاج القرآن ہی کے زیرِ انتظام آپ نے ۱۹۸۲ء میں باقاعدہ سلسلہ وار درسِ تصوف کا آغاز کیا جس کے ذریعے عوام و خواص، نوجوانانِ ملت، علماء و فضلاء، اساتذہ و مشائخ، تاجر، صنعتکار اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں افراد مستقل طور پر اپنی اخلاقی اور روحانی تربیت کا سامان کر رہے ہیں۔ اس طرح قادری صاحب کا تبلیغی و اصلاحی کام نہ صرف علمی بلکہ عملی اور روحانی اعتبار سے بھی قابلِ دید نتائج پیدا کر رہا ہے۔

سلسلہ خطبہ جمعہ : آپ نے جامع مسجد اتفاق کالونی" ماڈل ٹاؤن لاہور میں ۱۹۸۲ء کے اوائل میں باقاعدگی سے سلسلہ وار خطبۂ جمعہ کا آغاز کیا۔ جس کے فوراً بعد دیکھتے ہی دیکھتے سامعین کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی۔ پنجاب اور مختلف اضلاع بلکہ پاکستان کے مختلف گوشوں سے ہزاروں افراد خطبۂ جمعہ سننے اور اپنے ایمان و عمل کی تازگی کا سامان حاصل کرنے کے لیے جوق در جوق آنے لگے۔ اہلِ ذوق کی یہ رونق اللہ کے کرم سے مسلسل روز افزوں ہے اس طرح مذکورہ بالا ان تینوں مراکز سے ہزاروں فرزندانِ توحید بفضلہ تعالیٰ ایمان و استقامت، محبت و خشیتِ الٰہی عشق و اطاعتِ رسولؐ، درد و سوز، کیف و مستی، عبادات و معاملات کی اصلاح، تزکیۂ نفس، جلائے باطن، تہذیبِ اخلاق

Marfat.com

ایثار و قربانی، اخلاص اور حسنِ عمل کی دولت سے خود کو بہرہ ور کر رہے ہیں۔

کثیر تعداد میں افراد کی یہ ذہنی اور عملی تبدیلی کسی وقت ضرور انشاء اللہ معاشرے میں اسلامی اقدار کی بحالی کا سبب ثابت ہوگی۔ مزید برآں پاکستان ٹیلیویژن کے ذریعے ان کے درسِ قرآن کا ملک کے لاکھوں افراد تک پہنچنا، ملک کے دیگر اہم اداروں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور سرکاری و غیر سرکاری دفاتر و مراکز میں آپ کے ایمان پرور اور انقلاب انگیز خطابات کا سلسلہ بھی آپ کے دینی و تبلیغی مشن کا حصہ ہے۔

کراچی، پشاور، اسلام آباد اور کوئٹہ میں درسِ قرآن کا آغاز: الحمد للہ مارچ ۸۴ء سے کراچی، مئی ۱۹۸۵ء سے اسلام آباد، دسمبر ۱۹۸۵ء سے پشاور اور جولائی ۱۹۸۶ء سے کوئٹہ میں بھی سلسلہ وار درسِ قرآن کے مراکز کا قیام عمل میں آچکا ہے جہاں آپ کی محافلِ درس میں ان شہروں کے علاوہ دُور دراز سے لوگ جوق در جوق شریک ہوتے ہیں۔ یوں قرآنی فکر کے انوار ملک کے طول و عرض کو روشن کر رہے ہیں۔ اسی طرح آئندہ آپ کے پیشِ نظر آزاد کشمیر میں بھی ایسے ہی علمی تبلیغی اور تربیتی مراکز قائم کرنے کا منصوبہ ہے جس کا انشاء اللہ جلد ہی آغاز ہو جائے گا۔

خواتین کے مرکزِ درس کا قیام: معاشرے میں خواتین کے کردار کی اہمیت کے پیشِ نظر آپ نے ان کے لیے لاہور میں ایک الگ سلسلہ وار درسِ قرآن کا مرکز قائم کیا ہے جہاں کثرت کے ساتھ خواتین اسلامی تعلیمات سے اکتسابِ فیض کرکے اپنی ذہنی اور عملی تربیت کا سامان کرتی ہیں۔

جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کا قیام جنوری ۱۹۸۳ء میں آپ نے اتفاق برادرز (پاکستان) کے تعاون سے ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور میں اسلامی اور عصری تعلیمات کے فروغ کے لیے "اتفاق اسلامک اکیڈمی" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس میں میٹرک پاس طلبہ کے لیے چھ سالہ کورس کے ذریعے گریجوایشن اور قدیم و جدید تقاضوں کے مطابق درسیات (درسِ نظامی) کی تکمیل کا کام کیا جا رہا ہے۔ اب بفضلہ تعالیٰ تعلیم و تربیت کا یہ عظیم مرکز ماہِ اگست ۱۹۸۶ء سے جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے نام سے ادارہ منہاج القرآن کے تحت منتقل کر دیا گیا ہے۔ مزید برآں منہاج القرآن یونیورسٹی کے منصوبے پر عملدرآمد کا آغاز بھی ہو چکا ہے جس کے لیے ابتداءً تقریباً دو سو کنال رقبے پر مشتمل قطعہ اراضی حاصل کیا جا چکا ہے۔

بیرونی ممالک میں تبلیغی خدمات

۱ **دورۂ ایران** ۱۹۸۲ء میں آپ حکومتِ ایران کی دعوت پر ہفتۂ وحدت کی تقریبات میں شمولیت کیلئے ایران تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے تہران، قم اور مشہدِ مقدس میں مختلف مقامات پر خطاب کیا۔ جناب آیۃ اللہ خمینی، آیۃ اللہ منتظری، آیۃ اللہ مرعشی، آیۃ اللہ گل پائیگانی، وزیرِ اعظم، صدرِ مملکت حکومت

Marfat.com

ایران کے وزراء اور کئی دیگر اہم مذہبی و سیاسی رہنماؤں سے ملاقات کی اور مختلف علمی اور ملی موضوعات پر تبادلۂ خیال کیا

۲ دورۂ یورپ بیرون ملک تبلیغی خدمات کے سلسلے میں آپ کا ۱۹۸۴ء کا دورۂ یورپ نمایاں طور پر قابلِ ذکر ہے۔ آپ ناروے (اوسلو) میں بین الاقوامی اسلامی کانفرنس (منعقدہ جولائی ۱۹۸۴ء) میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے جہاں آپ نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے مشترکہ اجتماع میں "اسلام اور عیسائیت" کے موضوع پر ایک مبسوط، مدلل اور تقابلی خطاب کیا جس سے بڑے بڑے عیسائی عالم اور مبلغ صامت و ساقط ہو گئے۔ یہ تاریخی تقریر یورپ میں دعوت و فروغِ اسلام کے لیے نہایت مؤثر ثابت ہوئی جس کے نتیجے میں آپ کو ڈنمارک کے مسلمانوں نے اپنی زیرِ نگرانی ایک تعلیمی ادارہ قائم کرنے کی دعوت دی اور یہ منصوبہ اب جنوری ۱۹۸۶ء میں بحمد للہ مکمل ہو گیا ہے۔

۳۔ متحدہ عرب امارات میں ادارہ منہاج القرآن کا قیام آپ نے ۱۹۸۴ء اور ۱۹۸۵ء میں ابوظہبی دوبئی، شارجہ اور دیگر عرب خلیجی ریاستوں کے بھرپور تبلیغی دورے کئے۔ جن کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے عرب امارات میں **ادارہ منہاج القرآن** کی بہت بڑی شاخ قائم ہو گئی ہے جو وہاں نہایت مؤثر طریقے سے احیائے اسلام اور اتحاد امت کے مشن کو آگے بڑھا رہی ہے

۴۔ ڈنمارک میں ادارہ منہاج القرآن کا قیام جنوری ۱۹۸۶ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ڈنمارک میں بھی ادارہ منہاج القرآن کی شاخ قائم ہو گئی ہے جس کا افتتاح پروفیسر صاحب نے ۲۵ جنوری کو کوپن ہیگن کے مقام پر کیا۔ کوپن ہیگن میں ادارہ منہاج القرآن کے تحت ایک اسلامک سنٹر کا قیام بھی عمل میں لایا جا چکا ہے جس میں مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کی فکری و عملی تربیت کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ جنوری ۱۹۸۶ء میں مذکورہ اسلامک سنٹر میں داخلہ لینے والے بچوں کی تعداد ۱۵۰ کے قریب پہنچ گئی ہے جس میں روزافزوں اضافہ ہو رہا ہے۔

۵۔ انگلستان میں مشن کا فروغ پروفیسر صاحب نے انگلستان کا پہلا تبلیغی دورہ مئی ۱۹۸۵ء اور دوسرا جنوری ۸۶ء میں کیا۔ ان دوروں میں آپ نے لندن، مانچسٹر، برمنگھم اور روچڈیل وغیرہ میں عظیم الشان اجتماعات سے خطاب کئے۔

امریکہ میں مشن کا فروغ اسی طرح پروفیسر صاحب نے اپریل ۸۶ء میں امریکہ کا دورہ کیا جہاں انہوں نے واشنگٹن، نیویارک، شکاگو اور دیگر مقامات پر خطاب کیے جو امریکہ میں ادارے کے فروغ کے سلسلہ میں انتہائی اہم ثابت ہوئے

ایسے تمام بیرونی ممالک میں آپ کے خطبات، وڈیو کیسٹ، تصانیف اور تبلیغی لٹریچر مسلمانوں کے استفادہ کے لیے بدستور پہنچ رہا ہے اور اس سلسلے میں بیرونِ ملک رہنے والے احباب کا ادارے سے باقاعدہ رابطہ رہتا ہے

Marfat.com

دورۂ یورپ و کویت ۸۶ء

بیرون ملک دینی و تبلیغی خدمات کے سلسلہ میں پروفیسر صاحب کا حالیہ دورۂ یورپ و کویت بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ناروے، ڈنمارک، انگلینڈ اور کویت میں مختلف مقامات پر تبلیغی و تنظیمی خطابات کے علاوہ اس دورے کا نمایاں ترین واقعہ مناظرہ ڈنمارک ہے جو ناروے کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں واقع آٹھ سو سالہ قدیم چرچ آف سنگلوز میں پیش آیا۔ اسلام اور عیسائیت کے موضوع پر ہونے والے اس مناظرے میں پروفیسر صاحب نے عیسائی پادریوں کو اسلام کی صداقت و حقانیت کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا اور انہوں نے پروفیسر صاحب کے استدلال کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے ہینڈز اپ کر دیئے۔

فکری ارتقاء

پروفیسر صاحب کے زمانۂ طالب علمی کی تحریری یادداشتوں کی ورق گردانی سے آپ کے فکری رجحانات اور ان کی نشوونما کے بارے میں جو مفید معلومات سامنے آئی ہیں ان کا تذکرہ کئے بغیر آپ کا تعارف مکمل تصور نہیں کیا جا سکتا۔ پنجاب یونیورسٹی کے زمانۂ طالب علمی میں جب آپ نے قومی مذہبی، معاشرتی سیاسی اور معاشی حالات پر نظر ڈالی تو ہر طرف بے یقینی، زوال، انتشار، بے انصافی اور ظلم و استحصال کا دور دورہ پایا۔ آپ نے معاشرے کی عملی زندگی میں کارفرما خود غرضانہ ذہنیت اور مفاد پرستانہ رجحانات کے کے اسباب و علل کا کھوج لگانا چاہا۔ یہ سوال ہر وقت آپ کے ذہن کو پریشان کرتا رہتا کہ ہم ذاتی مفاد کے تنگ حصار سے باہر کیوں نہیں نکلتے اور رویۂ خود غرضی ترک کیوں نہیں کرتے۔ قومی سطح پر بے حسی کا عالم یہ ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ بھی ذاتی اور گروہی وفاداریوں کے بندھنوں میں جکڑا ہوا ہے۔ ہماری درسگاہوں کی فضا اس قابل کیوں نہیں کہ وہ طلبہ کو فکری بلند پروازی عطا کر سکے۔ ہمارے نوجوان مذہبی و ملی تشخص اور انفرادیت کی اہمیت سے کیوں ناواقف ہیں۔ ان میں اپنے فکر و فلسفہ اور تہذیب و ثقافت کو بین الاقوامی سطح پر فروغ دینے کی تڑپ کیوں نہیں؟

اُمتِ مسلمہ اجتماعی سطح پر بے مقصدی اور عیش کوشی کا شکار کیوں ہے۔ آج مسلمان اپنے اندر باطل طاغوتی اور استحصالی طاقتوں سے ٹکر لینے کی جرأت کیوں نہیں رکھتے۔ وہ غالب مغربی اقوام کی اسلام دشمنی کے منظم منصوبوں اور عالمِ اسلام کو ذلیل و رسوا کرنے کی سازشوں سے بے خبر کیوں ہیں؟!

ملتِ اسلامیہ کے موجودہ عالمگیر زوال کو از سرِ نو عزت و عظمت میں کیونکر بدلا جا سکتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ غرضیکہ اس نوعیت کے ان گنت سوالات تھے جو پروفیسر صاحب کے ذہنِ رسا کو ہمہ وقت اپنی جانب متوجہ کرتے رہتے تھے۔ ملتِ اسلامیہ کے احیا اور دینِ حق کی نشاۃِ ثانیہ کی اس تڑپ نے آپ کو اس نتیجے پر پہنچایا کہ جس معاشرے میں اسلامی اقدار اور اخلاقی فضائل کا شیرازہ منتشر ہو چکا ہو وہاں ہر فرد اپنے جائز مفادات کو بھی خود غرضانہ اور منفی طرزِ عمل سے پورا کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے لہٰذا جب تک سارا نظامِ معاشرت یکسر بدل کر اس نہج پر نہ آ جائے

Marfat.com

کہ خودغرضی اور بددیانتی کے ترک کرنے سے ہر فرد کے جائز حقوق اور مفادات از خود پورے ہونے لگیں اور دیانتداری زندگی کی دوڑ میں ناکامی کا باعث نہ بنے۔ اس وقت تک کوئی بھی ذاتی مفاد کے تنگ حصار سے باہر نہیں نکل سکتا۔ بصورت دیگر اس خودغرضانہ معاشرے میں کسی کو کسی سے ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ کوئی شخص ایثار و قربانی اور نفع بخشی و فیض رسانی کا رویہ اپنانے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔ نتیجتاً معاشرے میں ہمیشہ اخوت و محبت کا یوں ہی فقدان رہے گا۔ معاشرہ غیر فطری حد تک معاشی تفاوت کا شکار رہے گا۔ اخلاقی قدریں مٹتی رہیں گی۔ بلکہ زندگی میں منفی اور غیر اخلاقی قدروں کو رفتہ رفتہ تقویت اور فروغ ملتا رہے گا۔ جب دینی اور روحانی اقدار کی گرفت زندگی پر باقی نہ رہے گی تو کچھ لوگ عیش و عشرت کے باعث اخلاق و مذہب سے دور ہو جائیں گے۔ کچھ معاشی پریشانیوں کے باعث اور کچھ آزاد روی و آزاد خیالی کے باعث۔ یوں معاشرہ مکمل طور پر لادینیت کی لپیٹ میں چلا جائے گا۔
آپ نے محسوس کیا کہ مذکورہ بالا منطقی عمل ہمارے معاشرے میں گزشتہ کئی برس سے جاری ہے اور بدقسمتی سے ہماری قیادت ان تباہ کن رجحانات سے جنگ کے لیے تیار نہیں ہے جب کہ یہ کام ایک ہمہ گیر انقلاب کے بغیر ممکن نہیں۔
چنانچہ آپ نے اسلام کا ایک ہمہ گیر انقلابی تحریک کی حیثیت سے مطالعہ شروع کیا۔ اس نقطۂ نظر سے جب آپ نے اسلامی لٹریچر کو کھنگالا تو یہ دیکھ کر از حد تعجب ہوا کہ بیشک اسلام کو ایک جامع اور مکمل نظام حیات کے طور پر تو شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا گیا ہے لیکن دین کے انقلابی اور تحریکی پہلو پر زیادہ غور و خوض نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ ان گزشتہ ادوار میں اسلام عالمگیر سطح پر غالب و فائق رہا اور اس کے عالمگیر احیا کے لیے خود اس کا ایک انقلابی تحریک ہونا بطور مضمون کے کبھی موضوع تحقیق نہیں بن سکا اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔
چنانچہ جب آپ درس نظامی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایم اے کے سلسلے میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخل ہوئے تو برصغیر کے معروف مسلم فلسفی اور مفکر ڈاکٹر برہان احمد فاروقی سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ جن کی زیر تربیت آپ کے انقلابی فکر کی آبیاری ہوئی چنانچہ آپ ان فکری امنگوں کے ساتھ بطور خاص امام غزالیؒ، مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے انقلابی افکار کی طرف متوجہ ہوتے۔ دور جدید کے رہنماؤں میں سے جمال الدین افغانی، مفتی محمد عبدہ، حسن البنا، علامہ رشید رضا اور مولانا عبیداللہ سندھی وغیرہم کے انقلابی رجحانات اور تحریکات کا مطالعہ کیا۔
غیر مسلم مفکرین اور داعیان انقلاب میں سے کارل مارکس، فریڈرک اینجلز، لینن، سٹالن اور ماؤزے تنگ وغیرہ کی تصانیف کا بھی مطالعہ کیا۔ ان غیر مسلم اشتراکی داعیان انقلاب کے افکار کے مطالعہ سے آپ پر یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ ان کی تحریروں میں اپنے افکار اور فلسفۂ انقلاب کی جو خود اعتمادی، عزم کی پختگی

نظریاتی خاصیت اور نتیجہ خیزی کا یقین پایا جاتا ہے عصر حاضر کے بیشتر اسلامی داعیان انقلاب کی تحریروں میں وہ بھی نظر نہیں آتا بلکہ اس تقابلی مشاہدے نے آپ کو مزید پریشان کیا کہ آج باطل کے مقابلے میں حق کے علمبردار اس قدر مایوسی، بے یقینی، نظریاتی التباس، فکری مرعوبیت اور ذہنی شکست خوردگی کا شکار ہو چکے

Marfat.com

ہیں کہ ان کی تمام تر مساعی کے نتائج اب صرف عقیدۂ آخرت میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں اور باطل سے دنیوی زندگی میں کامیاب ٹکر لینے کا تصور نا امیدی کی نذر ہو گیا ہے۔ اس فکری تناظر میں آپ نے ملت مصطفوی کی عظمت و سطوت اور اسلام کی پارینہ شان و شوکت کو بحال کرنے کے لیے عالمی انقلاب کو اپنا مطمح نظر اور مقصدِ زیست بنا لیا۔

فکری ارتقاء و نشو و نما کے اس سفر میں مولانا احمد رضا خانؒ اور علامہ اقبال کے افکار و خیالات نے آپ کو اُمتِ مسلمہ کے دینی و ملی تشخص اور اس کی بقا کے لیے نسبتِ مصطفویؐ کی پختگی کا درس دیا۔ آپ نے انقلابی زاویہ نگاہ سے قرآن و سنت کا ازسرِ نو عمیق مطالعہ کیا اور قرآن مجید کا ایک منتخب انقلابی نصاب تیار کیا۔ اس انداز میں مطالعۂ قرآن سے آپ کے عزائم و بصیرت اور خیالات کو قومی و ملی سطح پر عالمگیر وسعت نصیب ہوئی جب کہ سنت و سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ سے احیائے اسلام کی انقلابی جدوجہد کے لیے صحیح اور بے خطا خدوخال سامنے آئے۔

قرآن مجید نے بالآخر غلبہ دین حق کی بحالی کی حتمی و قطعی ضمانت مہیا کر دی اور یوں آپ نے احیائے اسلام کے لیے عالمگیر اور ہمہ گیر جدوجہد کا عزم کر لیا۔

چنانچہ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۷۲ء بمطابق ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ بمقام دربارِ غوثیہ شارع الگیلانی کرنٹ، آپ نے زندگی کو وقفِ انقلاب کرنے کا حلف قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادی مدظلہ العالی کے دستِ اقدس پر بصورتِ بیعت اٹھایا۔

یوں آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ عملاً وقفِ انقلاب ہو گیا۔ اب یہی آپ کی زندگی کا مشن ہے اور یہی مقصدِ زیست۔

مذہبی و فقہی رجحانات پروفیسر محمد طاہر القادری راسخ العقیدہ حنفی المذہب ہونے کے باوجود جدید قانونی اقتصادی سیاسی اور بین الاقوامی مسائل میں قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہاد کے قائل ہیں۔ آپ شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ آئمہ متقدمین و متاخرین کی فقہی آراء کی روشنی میں اجتہادی کاوشیں جاری رہنی چاہئیں اگر تمام معاملات میں محض تقلیدی مکمل طور پر حاوی و طاری رہی تو مسلمانوں کی علمی صلاحیتیں زنگ آلود ہو کر ناکارہ ہو جائیں گی۔ ملت کے احیاء اور اُمت کے عروقِ مردہ میں تازہ زندگی پیدا کرنے کے لیے اسلافِ اُمت اور آئمہ اسلام کی پیروی میں ان کے وضع کردہ اصولوں کے مطابق اجتہادی اور تخلیقی انداز میں علمی ارتقاء کا سلسلہ قائم رہنا چاہیے۔ پروفیسر محمد طاہر القادری کی قرآنی فکر اور فقہی و علمی سوچ کی نہج یہی ہے اور آپ اپنی تمام صلاحیتیں اسی مقصد کے حصول میں صرف کر رہے ہیں۔ آپ اُمتِ مسلمہ کے اتحاد کی سخت ضرورت محسوس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ گروہی مسلکی یا فرقہ وارانہ نزاعات سے بلند ہوئے بغیر اسلام کے ہمہ گیر احیاء کا کام ممکن نہیں۔

Marfat.com

آپ کا خیال ہے کہ مسلکی اور فقہی اختلافات عملاً ختم نہیں کئے جاسکتے لیکن انھیں وجہ نزاع بنانا درست نہیں۔ مزید براں ہر شخص کو اپنے اپنے عقیدہ و مسلک پر سختی سے قائم رہنے کا پورا حق حاصل ہے۔ تاہم متفقہ اُمور میں اتحاد کر کے وسیع تر مقصد اور بلند تر نصب العین کے لیے کام کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ شخصی زندگی میں اصلاحِ احوال تزکیۂ نفس اور تطہیرِ باطن کے لیے اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کے طریقِ کار کے بہت بڑے حامی اور مؤید ہیں۔ آپ کو اسلامی تصوّف وطریقت کی اُن حقیقی اور عملی تعلیمات سے بے پناہ شغف اور طبعی رغبت ہے جن کے بغیر انسان حبِّ دُنیا، حبِّ جاہ و منصب، حسد، بُغض و عناد، کبر و ریا، نفاق و منافرت آفاتِ نفس اور رذائلِ اخلاق سے نجات حاصل نہیں کرسکتا۔ آپ جس تصوّف و روحانیت کے قائل اور مبلّغ ہیں وہ عملی تصوّف ہے جو جمود و تعطّل سے بہت دُور سراسر حرکت و انقلاب ہے اور براہِ راست سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہے۔ جس کی تائید و تبلیغ ہمیشہ اکابر صوفیاء نے کی اور جس کے سبب سے اُمّت کے ادوارِ زوال میں بھی احیاءِ اسلام کی شمع فروزاں ہوتی رہی۔ آپ کے نزدیک آج بھی مذہبی اور اخلاقی و رُوحانی زندگی کے زوال و ابتلاء کا خاتمہ صرف اسی مثالی خانقاہی نظام کی بحالی سے ممکن ہے جس کی بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابِ صُفّہ کے گروہ کی صورت میں رکھی تھی۔ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک عُلماء و مبلّغین میں واقعۃً عشقِ الٰہی، محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، درد و سوز، دروں، صدق و اخلاص، حسنِ نیت و عمل، للّٰہیت، رضائے الٰہی، تقویٰ و طہارت، زہد و ورع اور نورِ عبادت و ریاضت جیسے فضائل پیدا نہیں ہوجاتے ان کی تبلیغ سے احوالِ زمانہ کا رُخ نہیں بدلا جاسکتا۔ آپ کے نزدیک انہی فضائل کی برکت سے انشراحِ صدر کی دولت نصیب ہوتی ہے اور سینہ و دل، معارفِ دین اور فیضانِ نبوّت کے قابل ہوتے ہیں۔ آپ قرآنی تعلیمات کی ایسی ترویج و اشاعت چاہتے ہیں جو عالمِ اسلام میں عظیم فکری اور عملی انقلاب کی بنیاد ثابت ہو جس سے انسانیت کو درپیش مسائل و مشکلات کا یقینی اور قابلِ عمل حل میسر آئے۔ اسلام کی عالمگیر فتح اور غلبۂ دینِ حق کی بحالی کے لیے قرآن و سنّت کے فکر پر مبنی عظیم عالمی انقلاب کو اپنا مقصدِ زندگی بنا لینے والا ہر شخص آپ کا رفیق ہے اور خود آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اسی مقصدِ وحید کے لیے وقف ہے۔

پروفیسر صاحب کی تمام دینی خدمات وقف فی سبیل اللہ ہیں

پروفیسر صاحب کی نجی اور مشنری زندگی کا یہ پہلو قابلِ مطالعہ ہے کہ آپ کی تمام تر دینی و علمی خدمات جن میں آپ کی جملہ تصانیف، تقاریر، خطابات کے ریکارڈ شدہ کیسٹس، دروسِ قرآن اور جامع مسجد اتفاق کالونی لاہور کے خطباتِ جمعہ وغیرہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے دین اور حضور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کی خدمت کے لیے فی سبیل اللہ وقف ہیں۔ آپ ان میں سے کسی شے کا بھی کوئی معاوضہ، مشاہرہ، تنخواہ، کمیشن یا رائیلٹی وغیرہ نہیں لیتے ـــــ ادارہ منہاج القرآن اور اتفاق اسلامک اکیڈمی کی سرپرستی بھی اسی طرح آپ کی فی سبیل اللہ خدمات ہی کا حصّہ ہیں۔

Marfat.com

مزید براں آپ کے اندرونِ ملک کراچی سے پشاور تک تمام تبلیغی اور تنظیمی دورے مختلف مقامات پر دروس قرآن کے مراکز اور ادارہ منہاج القرآن کی تنظیمی شاخوں کے قیام کے سلسلہ میں جس قدر بھی مساعی ہیں وہ سب کی سب بلامعاوضہ و مشاہرہ صرف اور صرف رضائے الٰہی کے لیے وقف ہیں۔ اسی طرح آپ کے بیرونِ ملک عالم اسلام اور یورپ تک کے وقتاً فوقتاً ہونے والے تبلیغی دورے بھی اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔ آپ نے آج تک مذکورہ بالا جملہ دینی، علمی، تحقیقی، تقریری، تحریری، اور تنظیمی سرگرمیوں پر ایک پائی تک کا معاوضہ بھی کسی جماعت، طبقے، تنظیم، خاندان یا فرد سے وصول نہیں کیا بلکہ آپ نے خدمتِ دین کے ضمن میں معاوضوں اور مشاہروں کو اپنے اوپر کلیتہً حرام کر لیا ہوا ہے۔

یہ پہلو اس لیے حق کے متلاشیوں کے لیے بڑا حوصلہ افزا اور ایمان افروز ہے کہ آج کے دور میں بھی اگر کوئی شخص اپنا تن من دھن سب کچھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقف کرتے ہوئے ہر قسم کے دنیوی مفاد و منفعت اور حرص و لالچ سے بالاتر ہو کر اخلاص کے ساتھ جدوجہد کرتا ہے تو اللہ تعالٰی کی مدد و نصرت اس کے مشن میں اس طرح شاملِ حال رہتی ہے کہ اس کے راستے کی سب رکاوٹیں از خود دُور ہوتی چلی جاتی ہیں اور خلقِ خدا بہ دل و جاں اُس کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے اس کی طرف کھنچی چلی آتی ہے۔

اسی طرح آپ نے ادارہ منہاج القرآن اور کاروانِ اسلام کے نام پر دینی احیاء کی جس عالمگیر تحریک کا آغاز کیا ہے وہ بھی کسی مخصوص فرد، جماعت یا تنظیم کی مالی معاونت کی نہ محتاج ہے نہ ہو گی۔ ادارہ منہاج القرآن اور کاروانِ اسلام کے جملہ مالی وسائل کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ پروفیسر صاحب کی تصانیف کی جملہ آمدنی اسی مشن کے لیے وقف ہے۔ جس میں سے وہ خود ایک پائی بھی وصول نہیں کرتے۔

۲۔ پروفیسر صاحب کی تقاریر و خطابات کے ریکارڈ شدہ کیسٹس کی جملہ آمدنی بھی مشن ہی کے لیے وقف ہے اور اس میں سے بھی وہ ایک پائی تک وصول نہیں کرتے۔

نوٹ: واضح رہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے پروفیسر صاحب کی تصانیف اور خطبات کی ریکارڈ شدہ کیسٹوں کی سالانہ سیل لاکھوں روپے کے حساب تک متجاوز ہے جس میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے۔

۳۔ ادارے کے رفقاء کا ماہانہ چندہ۔

۴۔ ادارے کے رفقاء اور وابستگان کے خصوصی عطیات جس سے ادارے کی تعمیرات کے اخراجات کی کفالت ہو رہی ہے۔ واضح رہے کہ تعمیرات کا یہ منصوبہ بھی محض رفقاء ادارہ کے اجتماعی تعاون کا نتیجہ ہے۔

یہاں یہ پہلو دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ پروفیسر صاحب نے اپنی زندگی کو اسی دن سے ہی کلیتہً دنیوی منفعت و معاوضہ کے تصور سے بالاتر ہو کر محض رضائے الٰہی کے لیے وقف کر دیا تھا جس دن سے آپ نے احیائے اسلام کے عالمگیر انقلاب کے لیے حلف کی صورت میں خود کو بارگہِ ایزدی اور بارگہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا۔

Marfat.com

۱۹۷۴ء میں جب آپ کے والد گرامی حضرت علامہ ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کا وصال ہو گیا تو اس کے بعد جھنگ کے زمانۂ قیام میں گھریلو ذمہ داریوں کی کفالت کا سارا بوجھ آپ کے کندھوں پر آن پڑا۔ بحمداللہ تعالٰے آپ نے لاہور منتقل ہونے سے پہلے کم و بیش اس چار سالہ دور کو محض اللہ کے فضل و احسان سے کامیابی کے ساتھ نبھایا۔ اسی دور سے آپ نے مشنری جدوجہد کا بھی آغاز کر دیا تھا۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اسی دور کے ابتدائی زمانہ میں آپ گورنمنٹ کالج میں بطور لیکچرار تعینات تھے اور لبعد ازاں جھنگ ڈسٹرکٹ کورٹس میں بطور ایڈووکیٹ پریکٹس کرتے رہے۔ اس دور میں طرح طرح کی مالی اور دیگر مشکلات و آلام کی کثرت نے آپ کو بارہا گھیرا لیکن راقم الحروف خود شاہد ہے کہ اللہ کے فضل سے آپ نے یہ زمانہ بھی اللہ کی مدد و نصرت سے پورے صبر و توکل اور استغنار کے ساتھ گزارا۔

بعد ازاں ۱۹۷۸ء میں لاہور منتقل ہوتے ہی آپ نے پنجاب یونیورسٹی لاء کالج میں ملازمت اختیار کر لی جسے آپ نے ۱۹۸۲ء تک مستقل بنیادوں پر قائم رکھا۔ آپ کے قریبی دوست اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ قیام لاہور کا ابتدائی چار سالہ دور بھی آپ نے جس صبر و توکل کے ساتھ بسر کیا ہے اس کی رُوداد سُن کر بھی عام انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے شب و روز کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ ان احوال سے پورے طور پر تو اللہ تعالٰے ہی واقف ہے یا ان کے اپنے گھر کے شب و روز۔ لیکن باوجود تمام تر صلاحیتوں اور دنیوی مواقع کی فراوانی کے آپ نے ناجائز اور غیر اخلاقی طور پر مالی وسائل پیدا کرنا تو درکنار محض اہل علم کے ہاں متداول طریق کے مطابق اپنی دینی خدمات کو بھی اپنا ذریعہ معاش بنانا گوارا نہ کیا اور جب ادارہ منہاج القرآن کے قیام کے بعد آپ کی دینی، تحقیقی، تصنیفی اور تبلیغی مصروفیات میں اس حد تک اضافہ ہو گیا کہ پنجاب یونیورسٹی کی ملازمت کو بھی مستقل بنیادوں پر قائم رکھنا عملاً ممکن نہ رہا تو آپ اس سے بھی مستعفی ہو گئے اور اپنے اہل و عیال کے لیے ضروریات زندگی کی کفالت کا مستقل انتظام کرنے کی خاطر آپ نے اپنی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد میں سے جو کچھ ممکن تھا فروخت کر دیا یہاں تک کہ آپ کے پاس اپنے آبائی وطن جھنگ صدر میں اپنے عارضی قیام کے لیے بھی اب ایک کمرہ تک باقی نہیں رہا اور آپ وہاں کی ساری جائیداد فروخت کر کے اسے لاہور میں آزادانہ بنیادوں پر رزقِ حلال کی فراہمی پر صرف کر چکے ہیں باوجودیکہ تمام اعزہ و اقارب اور احباب کے منع کرنے کے کہ کم از کم اس مکان کو نہ بیچا جائے جس سے آپ کے بچپن اور جوانی کی پوری تاریخ وابستہ ہے جس سے والدین کی شفقت و محبت اور لطف و مروت کی حسین یادیں وابستہ ہیں۔ آپ نہ مانے اور کہا یہ زندگی کی جذباتی یادیں اپنی جگہ درست سہی لیکن مجھے لاہور میں اپنے قیام اور ماہانہ گھریلو ضروریات کی کفالت کے لیے بھی کوئی مستقل انتظام کرنا ہے۔

چنانچہ آپ نے اس جائیداد کے علاوہ گھریلو زندگی کی بھی کئی اشیاء اس مقصد کے لیے فروخت کر دیں اور یوں مختلف ذاتی ذرائع سے کچھ سرمایہ فراہم کیا۔ بعض قریبی دوستوں سے ادائیگی کے وعدے پر کچھ قرضہ جات بھی لیے۔ بالآخر اس طرح انھوں نے لاہور میں اپنی رہائش کے لیے مکان خریدا اور گھریلو ضروریات کی کفالت کے لیے کسی دست

Marfat.com

کے ساتھ شراکت کی بنا پر ایک چھوٹا سا کاروبار تشکیل دیا۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے "VISITING - PROFESSOR" کے طور پر ایل ایل ایم کی کلاسز کی تدریس کی حد تک اپنا تعلق بھی قائم رکھا ہوا ہے جس سے کچھ اعزازیہ بھی ملتا ہے۔ اسی طرح سپریم کورٹ' شریعت بنچ' وفاقی شرعی عدالت اور دیگر قومی سطح کے سرکاری اداروں سے بطور مشیر کے جو تھوڑا بابت اعزازیہ ملتا ہے ان تمام ذاتی وسائل سے آپ اپنی ضروریاتِ زندگی کی کفالت بھی کرتے ہیں اور ماہانہ اقساط کی صورت میں قرضہ جات کی ادائیگی بھی مگر جہاں تک آپ کی دینی اور تبلیغی خدمات کا تعلق ہے اس کو آپ نے کسی لحاظ سے بھی اپنا ذریعہ روزگار نہیں بنایا اور نہ ہی اس ضمن میں آپ نے کسی کے زیرِ بارِ احسان ہونا گوارا کیا ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنی لاکھوں روپے کی مالیتی لائبریری (جو آپ نے اپنے والد ماجدؒ سے وراثتاً پائی تھی) بھی اپنی دیگر تصنیف کردہ کتب اور کیسٹس کے ساتھ ادارہ منہاج القرآن کو وقف کردی ہے اور یہ اعلان بھی کردیا ہے کہ میرے بعد میرے خاندان' میری اولاد یا ورثاء میں سے کوئی شخص بھی میری جملہ دینی خدمات سے حاصل ہونے والے سرمایہ یا مالی مفاد پر کوئی استحقاق نہ رکھ سکے۔ کیونکہ یہ سب کچھ وقف فی سبیل اللہ ہے۔

پروفیسر صاحب کی زندگی کے اس ذاتی گوشے کی تفصیل سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اس لیے بیان کردی گئی ہے کہ کسی کو حالات سے ناواقفیت کے باعث کوئی غلط فہمی نہ ہو بلکہ دین کی راہ میں جد وجہد کرنے والوں کے لیے آج بھی ایک عملی مثال سامنے آسکے تاکہ وہ اس سے سامانِ عزم وہمت حاصل کریں۔ مزید یہ کہ دعوتِ حق کی ذمہ داری ادا کرنے والوں کی زندگی کا ہر پہلو بہر طور لوگوں کے سامنے ایک کھلی کتاب کی مانند رہنا چاہیئے تاکہ لوگوں کو اس کی خلوت وجلوت' اندرونی و بیرونی اور نجی و سماجی زندگی کے سارے معاملات کا صحیح علم ہو۔ یہی معیارِ قیادت اُمت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم اور عمل کی صورت میں عطا فرمایا ہے۔

اَللّٰهُ يَجْتَبِىْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ

تصانیف

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی مندرجہ ذیل تصانیف زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں :

(۱) تسمیۃ القرآن (تفسیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
(۲) سورۂ فاتحہ اور تعمیرِ شخصیت
(۳) اسلامی فلسفۂ زندگی
(۴) اجزائے ایمان (مکمل)
(۵) ایمان اور اسلام
(۶) مناہج العرفان فی لفظ القرآن
(۷) فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے!
(۸) حقیقتِ توحید و رسالتؐ
(۹) بلاسود بنکاری (عبوری خاکہ)
(۱۰) قرآن اور شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
(۱۱) منافقت اور اس کی علامات
(۱۲) اسلامی اور مغربی تصورِ قانون کا تقابلی جائزہ
(۱۳) سیاسی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل
(۱۴) معاشی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل
(۱۵) اجتہاد اور اس کا دائرہ کار
(۱۶) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور فلسفۂ خودی
(۱۷) شہادتِ توحید
(۱۸) معارفِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
(۱۹) تاریخ فقہ میں ہدایہ و صاحبِ ہدایہ کا مقام
(۲۰) اقبالؒ اور تصورِ عشق

Marfat.com

(۲۱) تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب
(۲۲) فلسفۂ تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
(۲۳) حکمتِ استعاذہ (تفسیر اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم)
(۲۴) معارف اسم اللہ
(۲۵) صفتِ رحمت کا شانِ امتیاز
(۲۶) علم — توجیہی یا تخلیقی
(۲۷) دینی اور لادینی علوم کے اصلاح طلب پہلو
(۲۸) ہمارا دینی زوال اور اس کے تدارک کا سہ جہتی منہاج
(۲۹) عصرِ حاضر اور فلسفۂ اجتہاد
(۳۰) حصولِ مقصد کی جدوجہد اور نتیجہ خیزی
(۳۱) پیغمبرانہ جدوجہد اور اس کے نتائج
(۳۲) قرآنی فلسفۂ تبلیغ
(۳۳) فطرت کا قرآنی تصور۔
(۳۴) قرآنی فلسفۂ عروج و زوال
(۳۵) پیغمبرِ انقلاب اور صحیفۂ انقلاب
(۳۶) عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وقت کی اہم ضرورت
(۳۷) نص اور تعبیرِ نص
(۳۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مصلح سیاست
(۳۹) حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان کا علمی نظم
(۴۰) طاغوتی یلغار کے چار محاذ
(۴۱) رب العالمین (لفظ رب کے معانی و معارف)
(۴۲) لا اکراہ فی الدین کا قرآنی فلسفہ
(۴۳) ہم اپنا اصل وطن بھول چکے ہیں
(۴۴) خشیتِ الٰہی اور اس کے تقاضے
(۴۵) جشنِ میلاد النبی کی شرعی حیثیت
(۴۶) فسادِ قلب اور اس کا علاج
(۴۷) غلامیٔ رسول — حقیقی تقویٰ کی اساس
(۴۸) عشقِ رسول — استحکامِ ایمان کا واحد ذریعہ
(۴۹) منہاج الافکار
(۵۰) محبتِ الٰہی اور اس کے تقاضے
(۵۱) عقیدۂ ختمِ نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی
(۵۲) نظامِ مصطفےٰ — ایک ایمان افروز اصطلاح
(۵۳) ارکانِ اسلام (مکمل)
(۵۴) فلسفۂ نماز
(۵۵) فلسفۂ حج
(۵۶) فلسفۂ روزہ
(۵۷) فلسفۂ زکوٰۃ
(۵۸) ایمان بالقدر
(۵۹) ایمان بالرسالت
(۶۰) ایمان بالکتب
(۶۱) ایمان بالآخرت
(۶۲) خطباتِ لاہور (زیرِ طبع)
(۶۳) ضرورتِ تصوف "
(۶۴) گستاخِ رسول کی سزا "

1 - Islamic Philosophy of Human Life
2 - Islam in Various Perspectives
3 - Islam and Christianity
4 - Islam & Criminality
5 - Legal Structure Of Islamic Punishments
6 - Islam and Freedom of Human Will
7 - Quranic Basis of Constitutional Theory
8 - Islamic Philosophy of Punishments
9 - Islamic Concept of Law
10 - Islamic Concept of Benevolence
11 - Quranic Concept of Human Guidance
12 - Islamic Concept of Human Nature
13 - Islamic Concept of Crime
14 - Philosophy of Ijtihad and The Modern World
15 - Divine Pleasure (The Ultimate Ideal)
16 - Belief in Prophethood (U P)
17 - Classification Of Islamic Punishments
18 - Legal Character Of Islamic Punishments
19 - Islam-The State Religion
20 - CREATION OF MAN A review of Qur'an and Science (U.P.)
21 - CREATION OF UNIVERSE A review of Qur'an and Science (U.P.)

Marfat.com

Marfat.com

شعبہ نشر و اشاعت

ادارہ منہاج القرآن پاکستان

و

کاروانِ اسلام

۳۶۵-ایم - ماڈل ٹاؤن (توسیعی سکیم) لاہور

فون : ۸٦٧١٢٢

Marfat.com

شعبہ نشر و اشاعت

ادارہ منہاج القرآن پاکستان

و

کاروانِ اسلام

۳۶۵- ایم - ماڈل ٹاؤن (توسیعی سکیم) لاہور

فون: ۸٦٧١٢٢

Marfat.com